FLOW CHART　　　　MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشۂ ربط　　　　نظمِ جلی

100- سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ

آیات : 11 ...... مَکِّیَّۃ" ...... پیراگراف : 2

زمانۂ نزول

سورت ﴿العادِیات﴾، قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جارہی تھی، اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جارہی تھیں۔

سورۃ العادیات کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿الزلزال﴾ میں روزِ قیامت اچھے اور بُرے اعمال کے دکھائے جانے کا تذکرہ تھا۔ یہاں اس سورت ﴿العادیات﴾ میں بتایا گیا ہے کہ انسان ﴿کنود﴾ یعنی ناشکرا نہ ہو تو اُس سے اچھے اعمال کا صدور بھی ممکن ہے اور بخل ، مال کی حرص اور دنیا پرستی سے اجتناب بھی ممکن ہے۔

2- اگلی سورت ﴿القارعۃ﴾ میں اچھے اعمال کی کثرت کی ترغیب دی گئی ہے ، تاکہ ترازو میں برائیوں کے مقابلے میں نیکیاں زیادہ سے زیادہ پائی جائیں۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿عادیات﴾: تیز دوڑنے والیاں

2- ﴿ضبح﴾ سانس کی آواز۔

3- ﴿موریات﴾: آگ نکالنے والیاں۔ چنگاریاں اُڑانے والیاں

4- ﴿قدحۃ﴾: چقماق سے آگ نکالنا۔

5- ﴿مغیرات﴾: حملہ کرنے والیاں

6- ﴿نقع﴾: چمکتا ہوا غبار ﴿فاثرن بہ نقعا﴾ یہاں ﴿بہ﴾ سے مراد ﴿بعدو﴾ ہے۔ یعنی تیز رفتاری کی وجہ سے گرد و غبار اڑاتی ہیں۔

﴿فوسطن بہ جمعا﴾ یہاں ﴿بہ﴾ سے مراد ﴿بنقع﴾ ہے۔ یعنی غبار کے ساتھ مجمع میں گھس جاتی ہیں۔

7- ﴿کنود﴾ ناشکرا۔ 8- ﴿خیر﴾ مال و دولت

سورۃ العادیات کا نظمِ جلی

سورۃ العادیات دو (2) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا﴾ (1)	قسم ہے ! ان (گھوڑوں) کی ، جو پھنکارے مارتے ہیں۔
﴿فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا﴾ (2)	پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں جھاڑتے ہیں۔
﴿فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا﴾ (3)	پھر صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں۔
﴿فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا﴾ (4)	پھر اس موقع پر ، گرد و غبار اڑاتے ہیں۔
﴿فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا﴾ (5)	پھر اسی حالت میں ، کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں۔

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ﴾ (6) حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا (کَنُوْد) ہے۔

﴿وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ﴾ (7) اور یقیناً وہ خود اس پر گواہ ہے۔

﴿وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾ (8) وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔

1- آیات 1 تا 8 : پہلے پیراگراف میں تیز رفتار گھوڑوں کی شہادت پیش کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے انسان کے ناشکرے پن پر گواہ ہیں۔

کیونکہ انسان مال کی شدید محبت میں مبتلا ہے ﴿اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ﴾۔ گھوڑا بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے اور انسان بھی ایک مخلوق۔ گھوڑا انسان کا شکر گزار اور وفادار ہوتا ہے۔ اپنے مالک کی مرضی اور خوشنودی کے لیے چنگاریاں جھاڑتے ہوئے ، جان کی بازی لگا کر دشمن کی صف میں گھس جاتا ہے ، دوسری طرف انسان مال کی شدید محبت کی وجہ سے ، اپنے مالکِ حقیقی اور خالق رب کا ناشکرا بن جاتا ہے ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ﴾۔

2- آیات 9 تا 11: دوسرے پیراگراف میں، قیامت کے دن کا نقشہ کھینچ کر مردہ انسانی ضمیر کی بیداری کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔

﴿اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ﴾ (9) تو کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا ؟ جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے، اسے نکال لیا جائے گا۔

﴿وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ﴾ (10) اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے ، اسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی؟

﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ (11) یقیناً ان کا رب، اُس روز ان سے خوب باخبر ہوگا۔

بتایا گیا ہے کہ اگر انسان عقیدۂ آخرت پر پختہ یقین رکھے اور مرنے کے بعد قبروں سے دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھے ، اللہ کی صفات پر ایمان لے آئے کہ وہ علیم وخبیر ہستی ہے ﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾، جو نہ صرف انسان کے تمام اَفعال و اَعمال کا علم رکھتی ہے ، بلکہ انسان کے ارادوں اور اس کی نیتوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔ علاوہ ازیں یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ، قدرت بھی رکھتا ہے کہ سینوں کے اندر چھپے رازوں اور بھیدوں کو نکال باہر کر کے اس کا حساب لے گا ﴿وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ﴾، تبھی یہ عین ممکن ہے کہ وہ اس دنیا کے اندر ، ایک شکر گزار بندے کی حیثیت سے زندگی گزارے۔

مرکزی مضمون

مخلوق، مخلوق کی وفادار ہے، لیکن انسان اپنے خالق کا ناشکرا ﴿كَنُود﴾ ہے۔ انسانوں کو مال کی محبت ﴿حُبُّ الْخَيْرِ﴾ سے بچتے ہوئے آخرت پر ایمان لا کر، شکرگزار بندہ بن جانا چاہیے۔ عقیدۂ توحید کہ اللہ تعالیٰ ﴿خَبِير﴾ ہے اور نیتوں کو بھی جان لیتا ہے اور عقیدۂ آخرت کہ مرنے کے بعد قبروں سے اُٹھایا جائے گا، ان دونوں چیزوں پر کامل ایمان اور ایقان کے نتیجے ہی میں انسان ناشکری سے بچ کر شاکرانہ زندگی گزار سکتا ہے۔

FLOW CHART | MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشہ ربط | نظمِ جلی

101- سُوۡرَۃُ الۡقَارِعَۃِ

آیات : 11...... مَکِّیَّۃٌ ...... پیراگراف : 2

قیامت کے پہلے مرحلے کی تصویر کشی

پہلا پیراگراف آیات: 1 تا 5

مرکزی مضمون :

روزِ قیامت ، اعمال کی ترازو میں،
نیکیوں کی کثرت ، دخولِ جنت کا سبب بنے گی،
اور نیکیوں کی قلت ، دخولِ جہنم کا

دوسرا پیراگراف آیات:6 تا 11

قیامت کا دوسرا مرحلہ جب اعمال تولے جائیں گے
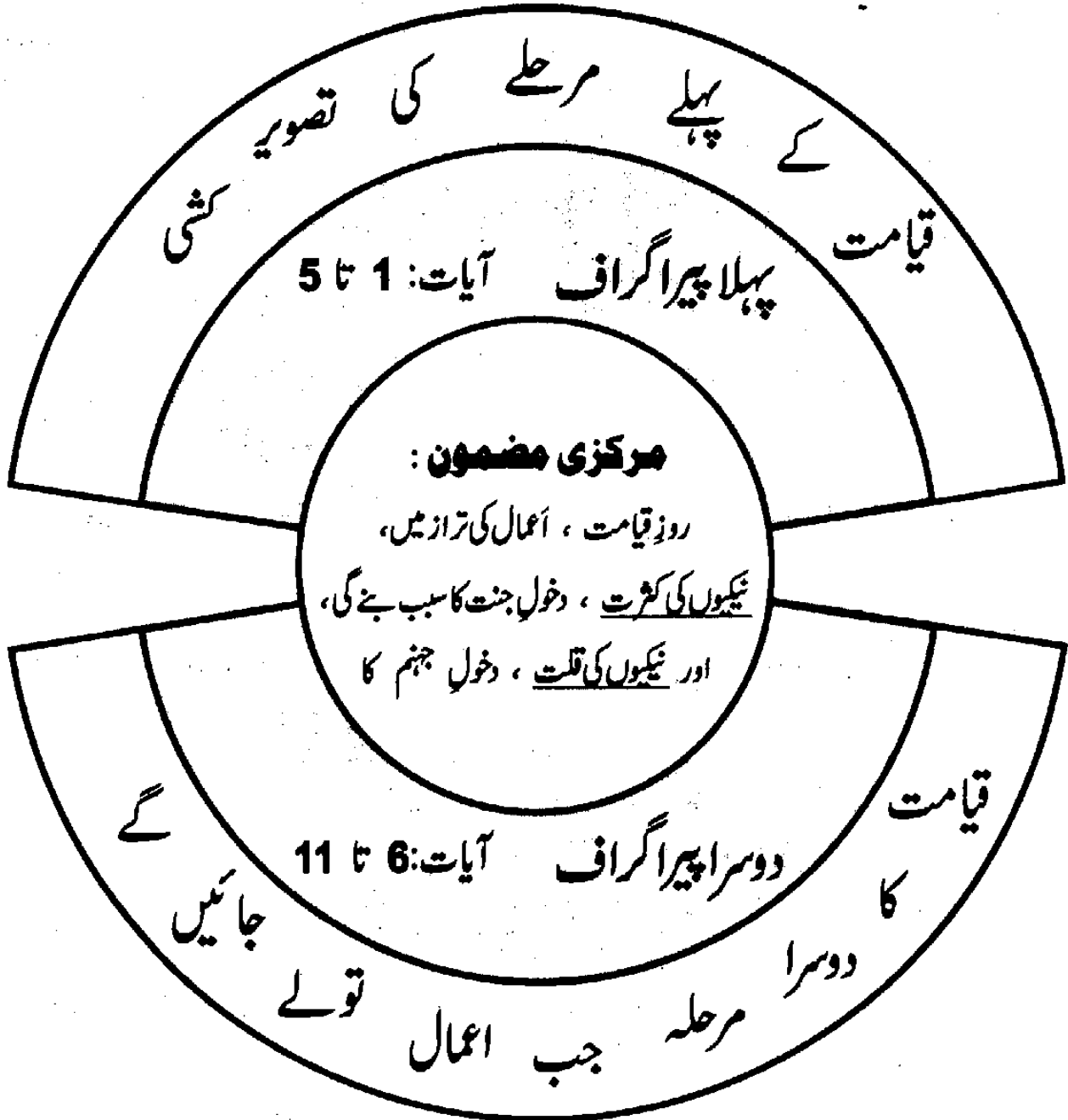
زمانۂ نزول:

سورت ﴿القارِعَۃ﴾، قیامِ مکہ کے پہلے دور (0تا3 نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جارہی تھی، اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جارہی تھیں۔

سورۃُ القَارِعَۃ کا کتابی ربط

1- سورت ﴿ الزِّلزال ﴾ میں اعمال کے دکھائے جانے کا ذکر تھا۔ پچھلی سورۃ ﴿العادیات﴾ میں ناشکری ﴿کَنُود﴾ سے بچنے کی ہدایت تھی، کیونکہ شکر سے اچھے اعمال کا صدور اور بخل اور دنیا پرستی سے بُرے اعمال کا صدور ہوتا ہے، یہاں سورۃ ﴿ القَارِعَۃ ﴾ میں اچھے اعمال کی کثرت کی ترغیب ہے، تاکہ ترازو میں یہ بُرے اعمال کے مقابلے میں وزنی ہوں۔

2- اگلی سورت ﴿ التَّکاثُر ﴾ میں مادّہ پرستی کی دوڑ سے الگ تھلگ رہ کر آخرت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔

3- سورت ﴿ العادِیات ﴾ میں انسان کی مادہ پرستی کا نقشہ ﴿ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الخَیرِ لَشَدِیۡد" ﴾ کے الفاظ سے کھینچا گیا تھا، اگلی سورت ﴿التَّکاثُر﴾ میں اسے ﴿اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ ﴾ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- روزِ قیامت انسان پروانوں کی طرح اور پہاڑ دُھنکی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے۔

﴿یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ٥ وَتَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ﴾

یہ قیامت کا پہلا مرحلہ ہے ، جب ہر چیز تباہ و برباد کر دی جائے گی۔

2- ﴿هَاوِیَۃ﴾: گہری کھائی۔

3- ﴿ مَا هِیَۃ ﴾: دراصل ﴿ مَا هِیَ ﴾ ہے۔

سورۃُ القَارِعَۃ کا نظمِ جلی

سورۃُ القارِعَۃ دو (2) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 : پہلے پیراگراف میں، قیامت کے پہلے مرحلے کی تصویر کشی ہے، جب دنیا تباہ و برباد کر دی جائے گی۔

﴿ اَلۡقَارِعَۃُ ﴾(1) عظیم حادثہ ! (کھٹکھٹانے والی)

﴿ مَا الۡقَارِعَۃُ ﴾ (2) کیا ہے وہ عظیم حادثہ ؟(کیا ہے کھٹکھٹانے والی؟)

﴿ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ﴾ (3) تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟

﴿یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ﴾ (4) وہ دن، جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے

﴿وَتَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ﴾ (5) اور پہاڑ، رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔

ثابت اور محکم پہاڑ، دھنکے ہوئے اون کی طرح ہلکے اور خفیف ہو کر رواں دواں ہوں گے۔ انسان پروانوں کی

طرح منتشر ہوں گے۔

2- آیات 6 تا 11: دوسرے پیراگراف میں، قیامت کے دوسرے مرحلے کی تصویر کشی ہے، جب اعمال تولے جائیں گے۔

﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ﴾(6)	پھر جس کے پلڑے ، بھاری ہوں گے
﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾(7)	وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔
﴿وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ﴾(8)	اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔
﴿فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾(9)	اس کی جائے قرار ، گہری کھائی ہوگی۔
وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ﴾(10)	اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟
﴿نَارٌ حَامِيَةٌ﴾(11)	بھڑکتی ہوئی آگ۔ (دہکتی ہوئی آگ)

اعمال کی ترازو میں، (برائیوں کے مقابلے میں) جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی، وہ دل پسند عیش میں ہوں گے ﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ اور جن لوگوں کی نیکیاں کم ہوں گی (اور گناہ زیادہ ہوں گے) وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائیں گے ، جس میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی ﴿فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾۔

اِن آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گناہ پر سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ بحیثیتِ مجموعی یہ دیکھا جائے گا کہ اعمال نامے میں نیکیاں زیادہ ہیں ، یا برائیاں۔ جنت میں داخلے اور دوزخ کی آگ سے نجات (Salvation) کے لیے شرک سے پاک عقیدۂ توحید اور نیک اعمال کی کثرت دو (2) بنیادی شرائط ہیں۔ اس کے بعد اللہ کی رحمت ہے ، جس کے بغیر نجات کا تصور محال ہے۔

مرکزی مضمون

روزِ قیامت، اعمال کی ترازو میں نیکیوں کی کثرت، دخولِ جنت کا سبب بنے گی اور نیکیوں کی قلت، دخولِ جہنم کا سبب۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اپنی ترازو کو وزنی کر لینا چاہیے۔

FLOW CHART

MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشۂ ربط

نظمِ جلی

102- سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ

آیات : 8 ...... مَكِّيَّة" ...... پیراگراف : 2

کیا قبر میں جانے تک دنیا میں مشغول رہو گے؟

پہلا پیراگراف آیات: 1 تا 5

مرکزی مضمون :

دنیا پرستی اور تکاثُر سے بچو! ورنہ دوزخ میں جاؤ گے

قبر اور آخرت کی تیاری کرو ! ناشکرے نہ بنو !

تمہیں نعمتوں کے بارے میں جواب دینا ہوگا

دوسرا پیراگراف آیات:6 تا 8

تکاثُر کا بنیادی سبب جنت اور دوزخ پر عدم ایمان ہے۔
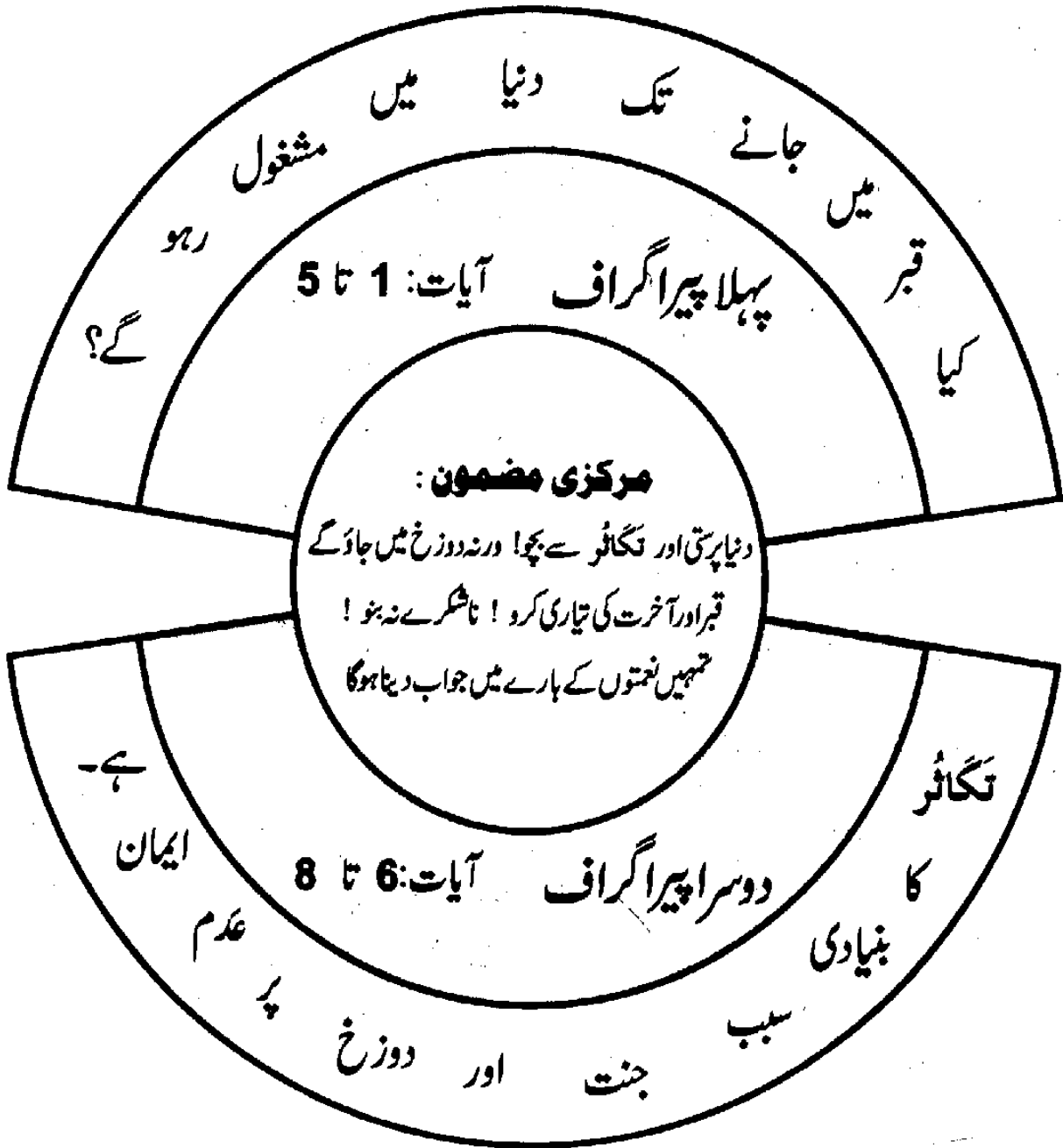
زمانۂ نزول:

سورت ﴿التَّکاثُر﴾، غالباً قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) میں اعلانِ عام کے بعد نازل ہوئی ، جب قریش کی مادّہ پرست قیادت کی دنیاداری پر سخت گرفت کی گئی۔

سورۃ التّکاثُر کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿القَارِعَة﴾ میں اچھے اور برے اعمال کے تولے جانے کا ذکر تھا، یہاں سورت ﴿التّکاثُر﴾ میں اچھے اعمال اور بُرے اعمال کی وضاحت کی گئی ہے، جن کی روشنی میں، انسان دوزخ سے بچ کر جنت حاصل کر سکتا ہے۔

2- اگلی سورت ﴿العَصر﴾ میں چار(4) باتوں پر جلد سے جلد عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ انسان خسارے سے بچ سکے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿ اَلْهٰى ، يُلْهِي ، اِلْهاء﴾ : غافل کر دیا ، بھلا دیا ، توجہ ہٹا دی،

2- ﴿ تَکاثُر ﴾ باب تفاعُل سے ہے، طلبِ مال کی مسابقت ، ایک دوسرے سے بڑھ جانے اور زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی دوڑ

3- ﴿ عِلْمُ الیَقِین﴾ : یقین کا علم، شک وشبہ سے بالاتر علم۔ یقین کا علم، اہلِ خشیت کو حاصل ہوتا ہے۔

﴿ عِلْمُ الیَقِین﴾ کا یہ علم، قرآنی دلائل اور آفاق اور انفس کی نشانیوں پر غور وفکر اور تدبّر سے حاصل ہوتا ہے۔

4- ﴿عَینُ الیَقِین ﴾ :یقین کی آنکھ ، وہ حقیقت جس کو دیکھا جا سکے ، قابلِ مشاہدہ حقیقت۔

﴿عَینُ الیَقِین ﴾ کا یہ علم ، روزِ قیامت مشاہدے کے بعد ہی حاصل ہوگا۔

5- لوگ ﴿تکاثُر﴾ کی دھن میں اپنی اگلی زندگی سے غافل ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ آخرت کی جزا وسزا پر عدم ایمان ہے۔

6- لوگ جہنم کو یقینی علم کی حیثیت ﴿عِلْمُ الیَقِین ﴾ سے جان لیں تو ﴿تکاثُر ﴾ کی اس غفلت میں مبتلا نہ ہوں۔

7- مرنے کے بعد نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی اور جہنم کو یقینی آنکھ ﴿ عَینُ الیَقِین ﴾ سے دیکھا جا سکے گا۔

سورۃ التّکاثُر کا نظمِ جلی

سورۃُ التّکاثُر دو(2) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 : پہلے پیراگراف میں، انسان کے بارے میں دو حقیقتیں بیان کی گئی ہیں۔

ایک یہ کہ وہ ﴿تَکاثُر﴾ کی دھن میں اپنے ربّ سے غافل ہے۔ دوسری یہ کہ وہ مال و دولت کے حصول کی اسی دوڑ میں، اپنی غفلت کے سبب موت سے ہمکنار ہونے کے بعد قبر تک پہنچ جاتا ہے ﴿حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾۔

﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ﴾ (1) تم لوگوں کو، زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دُھن نے، غفلت میں ڈال رکھا ہے۔

﴿حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴾(2) یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لبِ گور تک پہنچ جاتے ہو۔

﴿ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾(3) ہرگز نہیں ! عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔

﴿ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (4) پھر (سن لو کہ) ہرگز نہیں! عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔

﴿ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴾ (5) ہرگز نہیں ! اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرزِ عمل نہ ہوتا)۔

تیسری آیت بھی "کَلَّا" (ہرگز نہیں) سے شروع ہوتی ہے۔ رب سے غفلت اور دنیا پرستی کی وجہ صرف یہ ہے کہ انسان آخرت کا پختہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ جزا و سزا اور جنت و دوزخ پر محکم ایمان نہیں رکھتا۔ انسان کی غلط فہمی ہے کہ اس طرزِ عمل پر اُسے دوزخ کا عذاب نہیں دیا جائے گا، لیکن کچھ مدت بعد ﴿ سَوْفَ ﴾ یہ جان لے گا۔

2- آیات 6 تا 8 : دوسرے پیراگراف میں، غفلت کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

﴿ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴾ (6) تم دوزخ دیکھ کر رہو گے۔ (کہ دوزخ سے ضرور دوچار ہو گے)

﴿ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴾(7) پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اسے دیکھ لو گے۔

﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴾(8) پھر ضرور اس روز، تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

اگر انسان پختہ یقین کے ساتھ جانتا ہوتا کہ وہ دوزخ کو دیکھے گا اور اسے دوزخ سے دوچار ہونا ہے تو وہ موت اور قبر کے مراحل سے غافل نہ ہوتا۔ اس طرح غفلت ﴿ اِلْـهَـاء" ﴾ کی زندگی نہ گذارتا۔ اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ روزِ قیامت اُس سے نعمتوں کے بارے میں بازپرس ہوگی ﴿ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴾۔

انسان کو دنیا پرستی اور ﴿ تَكَاثُر ﴾ کی دوڑ سے بچنا چاہیے، ورنہ وہ دوزخ میں جا سکتا ہے۔ اُسے قبر کی تیاری کرنی چاہیے اور ناشکری سے بچنا چاہیے۔ روزِ قیامت اُسے اپنے رب کی تمام نعمتوں کے بارے میں حساب دینا ہوگا۔

103- سُوْرَةُ الْعَصْرِ

آیات : 3 ...... مَكِّيَّةٌ ...... پیراگراف : 2
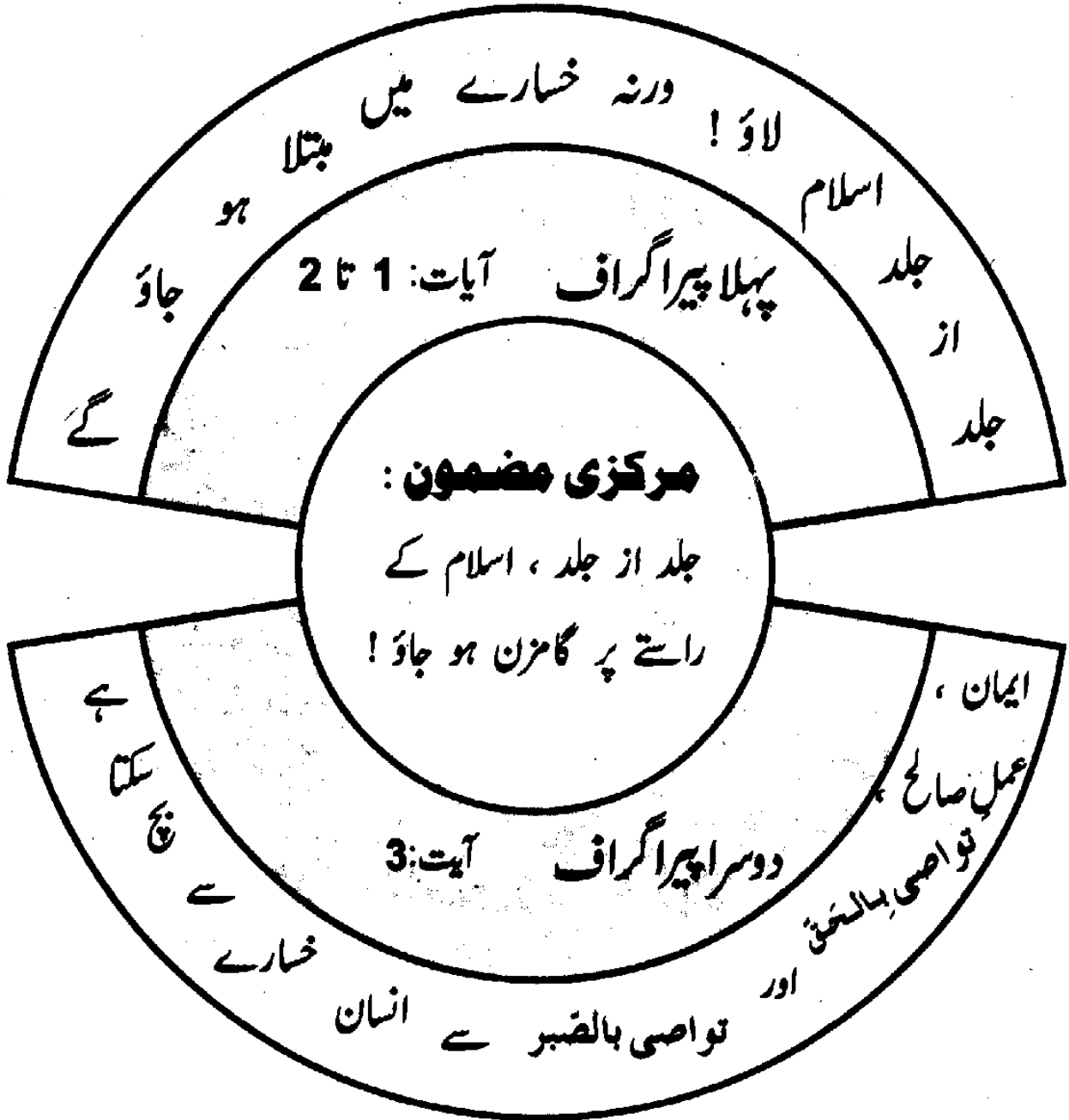
زمانۂ نزول:

سورت ﴿العصر﴾، قیامِ مکہ کے پہلے دور (0 تا 3 نبوی) میں نازل ہوئی، جب اسلام کی دعوت خفیہ طور پر دی جارہی تھی اور جب آپ ﷺ پر اعلیٰ ادبی اسلوب میں مختصر، محکم اور جامع سورتیں نازل کی جارہی تھیں۔

سورۃ العصر کے فضائل

امام شافعیؒ نے اس سورت کی جامعیت کے بارے میں فرمایا: ﴿لَو لَمْ يُنْزَلْ غَيْرَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ لَكَفَتِ النَّاسَ﴾۔ (تفسیر روح المعانی : جز30 ،ص227)
''اگر اللہ تعالیٰ اس سورت کے علاوہ کچھ نازل نہ کرتا ، تب بھی لوگوں کی ہدایت کے لیے یہی سورت کافی تھی''۔

سورۃ العصر کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿التکاثر﴾ میں اچھے اعمال (نعمتوں پر شکر، آخرت پر پختہ یقین، قناعت اور احساسِ جوابدہی) اور بُرے اعمال (تکاثر، غفلت، شک اور جواب دہی کے عدم احساس) کی وضاحت تھی۔
یہاں سورت ﴿العصر﴾ میں یہ بتایا جارہا ہے کہ اچھے اعمال سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے اور ایمان لانے میں دیر نہیں لگانی چاہیے ، کیونکہ وقت بڑی تیزی کے ساتھ ہاتھ سے نکلا جارہا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿عصر﴾: زمانہ۔ گزرتا ہوا زمانہ۔

2- قسم اور جوابِ قسم: ﴿عصر﴾ مقسم بہ ہے اور ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ﴾ مقسم علیہ ہے۔ مُقسَم بِہ اور مُقسَم عَلَیہ میں گہرا ربط اور تعلق ہوتا ہے۔ قسم کا مطلب شہادت اور گواہی ہے۔ قسم کا مقصد دلیل فراہم کرنا ہوتا ہے۔ گزرتے ہوئے وقت کا ہر لمحہ یہ گواہی اور شہادت دے رہا ہے کہ اگر انسان ایمان اور عملِ صالح کے بغیر مرجائے تو خسارے اور نقصان میں رہے گا۔ انسان یہ نہیں جانتا کہ اس کی موت کب آئے گی۔ لہٰذا اسے ہر لمحے کی قدر کرتے ہوئے اپنے خالق اور اپنے رب کی بندگی کے راستے پر جلد از جلد گامزن ہوجانا چاہیے۔

3- ﴿تَوَاصَوا﴾: باب ﴿تفاعل﴾ سے فعل ماضی جمع ہے۔ ﴿تَوَاصٰى يَتَوَاصٰى ، مُتَوَاص ، تَوَاصَ ، تَوَاصٍ﴾ یعنی جن لوگوں نے ایک دوسرے کو نصیحت کی۔

4- ﴿الحَقّ﴾: حقیقت، اللہ کا نام، باطل کی ضد، سچی بات، توحید، استحقاق

5- ﴿صَبر﴾: پختہ عزم وارادہ ، استقامت، ثابت قدمی ، مداومت ، استمرار ، اپنے آپ کو تھامنا ، عجلت پسندی سے بچنا ، مناسب وقت کا انتظار کرنا ، جزع فزع اور ماتم نہ کرنا، بے چین اور بے قرار نہ ہونا، ڈٹ جانا، جہاد کرنا وغیرہ

سورۃُ العَصر کا نظمِ جلی

سورۃُ العَصر دو(2) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 2 : پہلے پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ وقتِ گریزاں اور عمرِ گریزاں پر غور کر کے انسان کو جلد از جلد اسلام قبول کر لینا چاہیے، ورنہ وہ آخرت کے خسارے سے دوچار ہو سکتا ہے۔

﴿ وَالْعَصْرِ ﴾ (1) ”زمانے کی قسم ! (زمانہ شاہد ہے)

﴿ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴾ (2) انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔

2- آیت 3 : دوسرے پیراگراف میں بتایا گیا کہ چار(4) چیزیں انسان کو خسارے سے بچا سکتی ہیں۔

﴿ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سوائے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے رہے

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾(3) اور (ایک دوسرے کو) صبر کی تلقین کرتے رہے۔

(1) ایمان، (2) عملِ صالح، (3) ﴿ تَوَاصِی بِالْحَقّ ﴾ اور (4) ﴿ تَوَاصِی بِالصَّبر ﴾ ۔

صرف ﴿ ایمان ﴾ انسان کی نجات کی کلید نہیں ہے۔ ایمان لانے کے بعد ﴿ اعمالِ صالحہ ﴾ لازمی اور ضروری ہیں۔ اسلام کے نزدیک انسان کا خود ﴿ حَقّ ﴾ پر ہونا ، ﴿ صالِح ﴾ یعنی نیک ہونا کفایت نہیں کرتا ، بلکہ اسے دوسروں کو بھی ﴿ حَقّ ﴾ کی نصیحت کرتے رہنا چاہیے۔

﴿ تَوَاصِی بِالْحَقِّ ﴾ میں توحید اور اسلام کی دعوت و تبلیغ ، تذکیر ، وعظ و نصیحت ، ﴿ اَمر بِالمَعرُوف ﴾ یعنی نیکیوں کا حکم دینا ، ﴿ نَھی عَنِ المُنکَر ﴾ یعنی برائیوں سے روکنا وغیرہ جیسے تمام اعمال شامل ہیں۔

﴿ تَوَاصِی بِالْحَقِّ ﴾ کے نتیجے میں مخالفین کی طرف سے ایک صاحبِ ایمان شخص کو مصیبتوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ توحید کی دعوت پر انبیاء ، صدیقین اور صالحین کو پھولوں کے ہار نہیں پہنائے جاتے ، بلکہ انہیں اذیتوں سے دوچار کیا جاتا رہا۔ یہی تاریخ کا دائمی سبق ہے۔

مخالفتوں کے اس ماحول میں نیک آدمی جھک سکتا ہے، دب سکتا ہے ، یا پھر خاموشی اختیار کر سکتا ہے۔ ایسے ماحول میں اسے ﴿ تَوَاصِی بِالصَّبر ﴾ کا حکم دیا گیا۔ تمام نیک لوگوں کو چاہیے کہ ان مشکل حالات میں ایک دوسرے کی ہمت بندھائیں۔ ایک دوسرے کو ڈٹے رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ یہی فلاح کا راستہ ہے ، جو خسارے سے بچا سکتا ہے۔

مرکزی مضمون

آخرت کے خسارے سے بچنے کے لیے انسان کو جلد از جلد اسلام کے راستے پر گامزن ہو جانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے چار نکاتی فارمولے پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ ایمان، عملِ صالح، ﴿ تَوَاصِي بِالْحَقِّ ﴾ اور ﴿ تَوَاصِي بِالصَّبْرِ ﴾۔

FLOW CHART — ترتیبی نقشۂ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

104- سُوۡرَةُ الۡهُمَزَةِ

آیات : 9 ...... مَکِّیَّہ ...... پیراگراف : 2

یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے اپنے مال کو دوام بخش دیا

بخیل اور بداَخلاق زر پرست

پہلا پیراگراف آیات: 1 تا 5

مرکزی مضمون :

بداَخلاق ، زر پرست اور بخیل (روزِ قیامت) دوزخ میں جائیں گے۔ انہیں دنیا پرستی چھوڑ کر ایمان لانا چاہیے۔

دوسرا پیراگراف آیات:6 تا 9

دنیا پرستی سے بچو ! آخرت پر ایمان لاؤ ! ورنہ دوزخ میں داخل کیے جاؤ گے
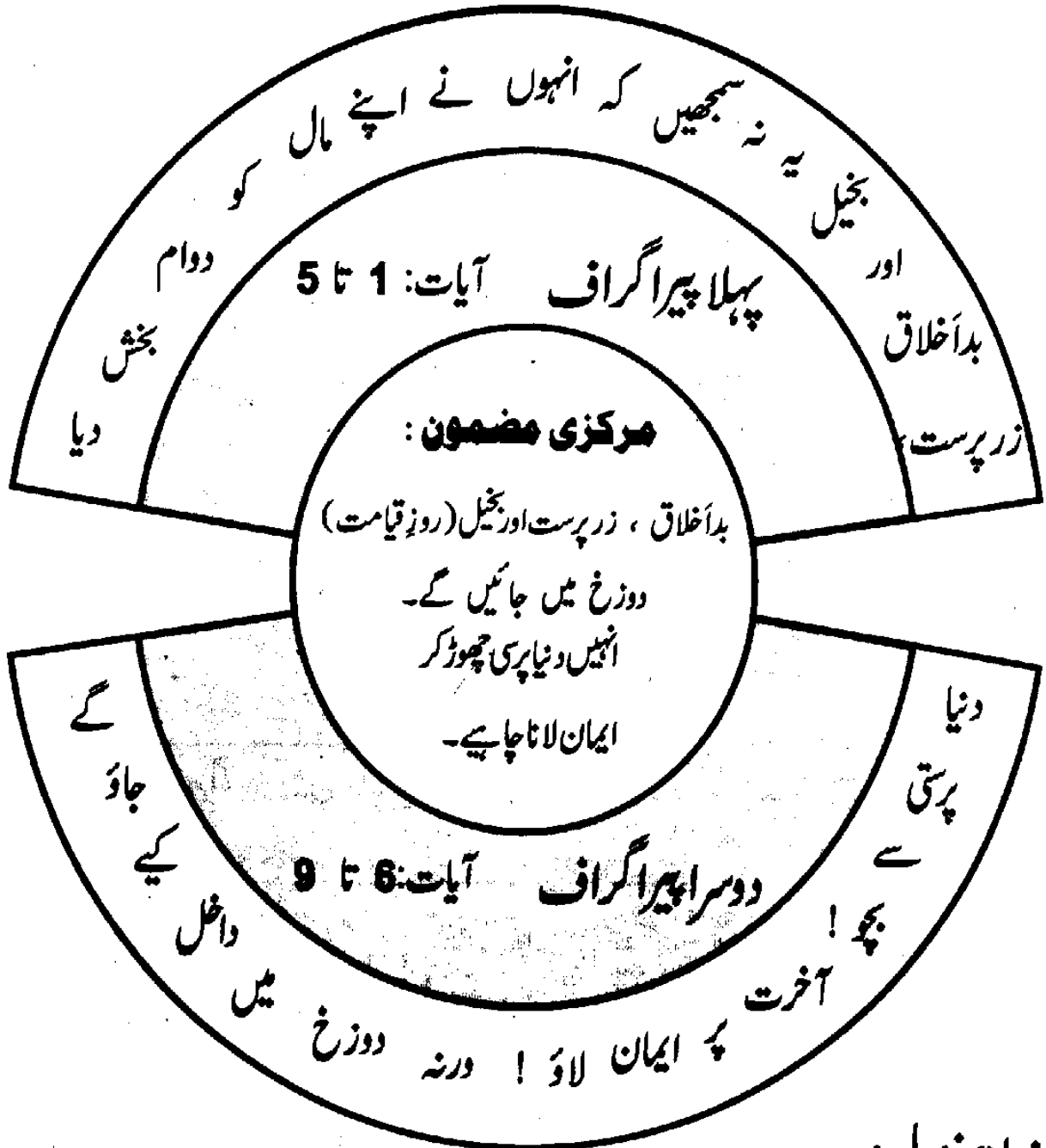
زمانۂ نزول:

سورت ﴿الۡهُمَزَةِ﴾ ، اعلانِ عام کے بعد قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے آغاز میں نازل ہوئی، جب اُمیہ بن خلف جیسی قریشی قیادت کے اخلاقی اور معاشی رویے زیرِ بحث تھے، جن کا بنیادی سبب آخرت فراموشی تھا۔

سورۃ الھُمَزَۃ کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿العصر﴾ میں ایمان لا کر عملِ صالح نہ کرنے والے کافروں کو نقصان اور خسارے کی وعید سنائی گئی تھی۔ یہاں سورت ﴿الھُمَزَۃ﴾ میں خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ، ایک بداخلاق اور بخیل لیڈر کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ﴿ ھَامِز" ﴾ : عیب گر ، نکتہ چیں ، عیب چیں۔

2- ﴿ ھُمَزَۃ" ﴾ :اسمِ مُبالغہ ہے۔بڑا عیب گر، بڑا عیب چین ، زیادہ غیبت کرنے والا ، بڑا چغل خور حرکات وسکنات سے لوگوں کا مذاق اڑانے والا۔

3- ﴿ لُمَزَۃ" ﴾ :یہ بھی اسمِ مبالغہ ہے۔(زبان سے) لوگوں کے منہ پر ان کی برائی کرنے والا ، عیب ، ہجو اور مذمت کرنے والا۔

4- ﴿ عَمَدٌ ﴾:عَمُود کی جمع۔ستون، کھمبے۔

سورۃ الھُمَزَۃ کا نظمِ جلی

سورۃ الھُمَزَۃ دو(2) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 :پہلے پیراگراف میں، بتایا گیا کہ زر پرست، بداَخلاق اور بخیل لیڈر اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ان کے مال نے انہیں دوام بخش دیا ہے۔

﴿ وَیْلٌ" لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ﴾ (1) "تباہی ہے ، ہر اس شخص کے لیے ، جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔(ہلاکت ہو ہر اشارہ باز ، عیب جو کے لیے)

﴿ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ﴾ (2) جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔

﴿ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ ﴾ (3) وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال، ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔

﴿ کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ ﴾ (4) ہرگز نہیں! وہ شخص تو چکنا چُور کر دینے والی جگہ میں، پھینک دیا جائے گا"

﴿ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَۃُ ﴾ (5) اور تم کیا جانو کہ کیا ہے، وہ چکنا چُور کر دینے والی جگہ؟

آخرت فراموشی کے سبب انسان کے اندر دو (2) قسم کے اخلاقی عیب پیدا ہو جاتے ہیں۔

(1) وہ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنے لگتا ہے اور دوسروں کو حقیر گردانتا ہے۔ چنانچہ نہ صرف زبان سے، بلکہ اپنی حرکات و سکنات سے عیب چین بن کر لعن طعن کرنے لگتا ہے ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾۔

(2) مال کی شدید محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بخیل بن کر مال کو گن گن کر اور سینت سینت کر جمع کرتا ہے ﴿الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ﴾ اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اُس کے مال نے اُس کو دوام بخش دیا ہے۔ ﴿يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ﴾۔

2- آیات 6 تا 9 :دوسرے پیراگراف میں، بداخلاق، عیب چین، بخیل زر پرست لیڈر کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾(6)	اللہ کی آگ، خوب بھڑکائی ہوئی۔
﴿الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (7)	جو دلوں تک پہنچے گی۔ (جو دل تک جا چڑھے گی)
﴿اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ﴾(8)	وہ ان پر ڈھانک کر ، بند کر دی جائے گی۔
﴿فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾(9)	(اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں گھرے ہوئے ہوں گے۔ (لمبے ستونوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے)

وہ ﴿الْحُطَمَةِ﴾ میں جھونک دیا جائے گا۔ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ دوزخ ایک ایسی جگہ ہے ، جہاں سے کوئی باہر نہیں نکل سکے گا۔ اس کے ستون بہت ہی بلند ہیں۔ دنیا کی جیلوں کے برعکس، وہاں کوئی شخص دوزخ سے فرار نہیں ہو سکتا اس پر سخت گیر فرشتے مقرر ہیں۔ دوزخ کی چھت کو مکمل طور پر سیل کر دیا جائے گا۔

دوزخ کی آگ سے بچنے کے لیے انسان کو تکبر اور عیب چینی جیسی بُری اَخلاقی صفات سے اور دنیا پرستی اور مادہ پرستی سے بچنا چاہیے، یہ چیزیں اُسے بخیل بنا دیتی ہیں۔